باب ہفتم
اسلامی تعلیمات اور عصر حاضر کے تقاضے

اسلامی تعلیمات اور عصر حاضر کے تقاضے
خود اعتمادی و خود انحصاری

﴿تفصیلی سوالات﴾

سوال12: خود اعتمادی و خود انحصاری کس طرح انسان کو ترقی یافتہ بناتی ہے؟

جواب: **خود اعتمادی و خود انحصاری**

معنی و مفہوم:

خود اعتمادی اور خود انحصاری کا لفظی معنیٰ اپنے آپ پر اعتماد اور انحصار کرنا ہے۔ اصطلاحی طور پر اپنی صلاحیتوں کو پہنچاننا، ان کا ادراک کرنا اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسا کرنا خود انحصاری کہلاتا ہے۔

خود اعتمادی:

خود اعتمادی اور خود انحصاری بہترین وصف کا نام ہے۔ جو بھی شخص بڑے کام انجام دینا چاہتا ہے، اس میں اعتماد کا ہونا بہت ضروری ہے۔ خود اعتمادی انسان کا وہ وصف اور طرز عمل ہے جو انسان کے لئے عظیم مقاصد کا حصول ممکن بنا دیتا ہے۔

کامیابی کا وصف:

خود اعتمادی اور انحصاری انسان کے اندیشیوں، خوف اور شک کو دور کر کے انسان میں اعتماد اور امید پیدا کرتی ہیں اور انسان کی جدوجہد، کوشش اور کامیابی کے امکانات کو روشن کر دیتی ہیں جس سے کامیابی کی راہیں ہموار ہو جاتی ہیں۔

غرور و تکبر کا خاتمہ:

خود اعتمادی و خود انحصاری اگر تکبر و غرور جیسے منفی جذبات سے خالی اور مثبت فکر سے بھرپور ہو تو انسان ہر قدم پر کامیاب ہوتا ہے۔ لوگ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ایسا شخص لوگوں کے لیے نمونے کی حیثیت کا حامل فرد بن جاتا ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو درس دیا کہ وہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی دوسروں کی طرف دیکھنے اور ان سے امید رکھنے کی بجائے اپنی صلاحیتوں پر بھروسا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔ اللہ تعالیٰ ان مشکلات سے نکلنے کا راستہ دکھا دے گا۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک بھیک مانگنے والے شخص کو بلا کر اسے محنت اور زورِ بازو پر بھروسا کرنے کا سبق دیا، اس کا سامان فروخت کروا کر اسے محنت اور زورِ بازو سے کما کر کھانے ک ترغیب دی۔

حاصلِ کلام:

ہمیں زندگی میں بعض اوقات مشکلات اور مالی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کاروبار میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے مواقع پر خود انحصاری سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے مشکلات سے نکلنے کی کوشش کریں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی صلاحیتوں پر اعتماد کرتے ہوئے محنت اور جدجہد کو اپنا شعار بنائیں تاکہ ہم کامیابی کی منزل تک پہنچ سکیں۔

سوال13: خود اعتمادی و خود انحصاری سے متعلق نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبہ سے ایک مثال تحریر کریں۔

جواب: **خود اعتمادی و خود انحصاری از روئے اسلام**

معنی و مفہوم:

خود اعتمادی اور خود انحصاری کا لفظی معنیٰ اپنے آپ پر اعتماد اور انحصار کرنا ہے۔ اصطلاحی طور پر اپنی صلاحیتوں کو پہنچاننا، ان کا ادراک کرنا اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسا کرنا خود انحصاری کہلاتا ہے۔

خود اعتمادی:

خود اعتمادی اور خود انحصاری بہترین وصف کا نام ہے۔ جو بھی شخص بڑے کام انجام دینا چاہتا ہے، اس میں اعتماد کا ہونا بہت ضروری ہے۔ خود اعتمادی انسان کا وہ وصف اور طرز عمل

ہے جو انسان کے لئے عظیم مقاصد کا حصول ممکن بنا دیتا ہے۔

خود اعتمادی اور اسلام:

اسلام انسان کو جن اخلاق اور اوصاف کے اپنانے کی تلقین کرتا ہے، ان میں عزم و ہمت، حوصلہ اور خود اعتمادی اور خود انحصاری سر فہرست ہیں۔

اللہ تعالیٰ پر توکل:

اسلام انسان کو کم ہمتی اور مشکلات سے بچنے کی تلقین کرتا ہے اور انسان کو عزم و ہمت سے کام لینے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا درس دیتا ہے۔

ارشادِ ربانی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ

ترجمہ: جب آپ (کسی بات کا) عزم کر لیں تو اللہ پر توکّل کیجئے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی قرآن مجید میں جو صفات ذکر کی ہیں، ان میں ایک توکل علی اللہ بھی ہے۔ اہل ایمان پر جب مشکلات آتی ہیں تو وہ کم ہمت نہیں ہوتے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے خوف کا شکار نہیں ہوتے، بلکہ ہمت اور حوصلے سے مشکلات کا سامنا کرتے ہیں اور اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمان:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ہمیں خود اعتمادی اور خود انحصار کا درس دیا ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی حیات طیبہ خود اعتمادی اور خود انحصاری کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو بے شمار مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا، لیکن بڑی سے بڑی رکاوٹ بھی آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے عزم و ہمت اور خود اعتمادی کو ختم نہ کر سکی اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو اپنے مقصد سے دور نہ کر سکی۔ آپ نے مشکل سے مشکل حالات میں بھی ہمت نہیں ہاری اور اپنی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے تمام مشکلات کا بہادری سے مقابلہ کیا۔ غزوہ بدر ہو یا غزوہ احد، خندق ہو یا حنین، تمام غزوات میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خود اعتمادی اور خود انحصاری سے کام لیتے ہوئے عزم و ہمت اور استقلال کے ساتھ میدان جنگ میں ڈٹ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو فتح و کامرانی عطا فرمائی۔

مکی زندگی کی مشکلات:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی انفرادی اور اجتماعی زندگی ہمیں خود اعتمادی و خود انحصاری سے بھرپور نظر آتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی 53 سالہ مکی اور دس سالہ مدنی زندگی کا ہر لمحہ خود اعتمادی اور خود انحصاری کا مرقع نظر آتا ہے۔ عمومی تناظر میں جب عام انسانوں میں خود اعتمادی کے عنصر کا جائزہ لیا جائے تو یہ مقدس جذبہ بعض شخصیات میں تکبّر جیسے منفی جذبات میں ملوّث نظر آتا ہے۔ لیکن نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خود اعتمادی میں عجز و انکسار کا پہلو نمایاں نظر آتا ہے۔ فتح مکہ کے موقعے پر عالم یہ تھا کہ آپ اپنی اونٹنی قصوا پر سوار تھے اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا سر انور جھکا ہوا تھا اور سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے، مگر رُعب و دبدبہ قائم تھا۔

فتح مکہ کا واقعہ:

فتح مکہ کے موقع پر نبی خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ایک جانب حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ اور دوسری طرف اسید بن حُضیر رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ تھے اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے چاروں طرف جوش میں بھرا لشکر تھا۔ لشکر کی شان و شوکت کو دیکھ کر ابو سفیان نے حضرت عباس بن عبد المطلب رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ سے کہا کہ عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ تمہارا بھتیجا تو بادشاہ ہو گیا۔ حضرت عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ نے جواب دیا کہ تیرا برا ہو اے ابو سفیان یہ بادشاہت نہیں بلکہ نبوت ہے۔ اس شاہانہ جلوس کے جاہ جلال کے باوجود آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سورۃ الفاتحہ کی تلاوت فرماتے ہوئے اس طرح سر جھکائے ہوئے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کا سر اونٹنی کے کوہان سے لگ جاتا تھا۔

منفی جذبات سے چھٹکارا:

خود اعتمادی و خود انحصاری اگر تکبر و غرور جیسے منفی جذبات سے خالی اور مثبت فکر سے بھرپور ہو تو انسان ہر قدم پر کامیاب ہوتا ہے۔ لوگ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ایسا شخص لوگوں کے لیے نمونے کی حیثیت کا حامل فرد بن جاتا ہے۔

صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ کو تلقین:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ کو درس دیا کہ وہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی دوسروں کی طرف دیکھنے اور ان سے امید رکھنے کی بجائے اپنی صلاحیتوں پر بھروسا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔ اللہ تعالیٰ ان مشکلات سے نکلنے کا راستہ دکھا دے گا۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ایک بھیک مانگنے والے شخص کو بلا کر اسے محنت اور زور بازو پر بھروسا کرنے کا سبق دیا، اس کا

سامان فروخت کروا کر اسے محنت اور زور بازو سے کما کر کھانے کی ترغیب دی۔

حاصلِ کلام:

ہمیں زندگی میں بعض اوقات مشکلات اور مالی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کاروبار میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے مواقع پر خود انحصاری سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے مشکلات سے نکلنے کی کوشش کریں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی صلاحیتوں پر اعتماد کرتے ہوئے محنت اور جدوجہد کو اپنا شعار بنائیں تاکہ ہم کامیابی کی منزل تک پہنچ سکیں۔

﴿مختصر سوالات﴾

سوال48: خود اعتمادی و خود انحصاری کا مفہوم تحریر کریں۔

جواب: **خود اعتمادی و خود انحصاری کا مفہوم**

خود اعتمادی اور خود انحصاری کا لفظی معنیٰ اپنے آپ پر اعتماد اور انحصار کرنا ہے۔ اصطلاحی طور پر اپنی صلاحیتوں کو پہچاننا، ان کا ادراک کرنا اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسا کرنا خود انحصاری کہلاتا ہے۔ خود اعتمادی اور خود انحصاری بہترین وصف کا نام ہے۔ جو بھی شخص بڑے کام انجام دینا چاہتا ہے، اس میں اعتماد کا ہونا بہت ضروری ہے۔ خود اعتمادی انسان کا وہ وصف اور طرزِ عمل ہے جو انسان کے لئے عظیم مقاصد کا حصول ممکن بنا دیتا ہے۔

سوال49: خود اعتمادی و خود انحصاری کے دو معاشرتی فوائد تحریر کریں۔

جواب: **خود اعتمادی و خود انحصاری کے معاشرتی فوائد**

خود اعتمادی و خود انحصاری کے دو معاشرتی فوائد درج ذیل ہیں:

- خود اعتمادی و خود انحصاری انسان کے اندیشوں، خوف اور شک کو دور کر کے انسان میں اعتماد اور اُمید پیدا کرتی ہے۔
- خود اعتمادی و خود انحصاری انسان کی جدوجہد کوشش اور کامیابی کے امکانات کو روشن کر دیتی ہے۔

سوال50: خود انحصاری کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: **خود انحصاری کے متعلق آیت**

خود انحصاری کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَ كَّلْ عَلَى اللهِ

ترجمہ: جب آپ (کسی بات کا) عزم کر لیں تو اللہ پر توکّل کیجئے۔

سوال51: خود اعتمادی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: **اللہ تعالیٰ کی نصیحت**

اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی قرآن مجید میں جو صفات ذکر کی ہیں، ان میں ایک توکل علی اللہ بھی ہے۔ اہل ایمان پر جب مشکلات آتی ہیں تو وہ کم ہمت نہیں ہوتے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے خوف کا شکار نہیں ہوتے، بلکہ ہمت اور حوصلے سے مشکلات کا سامنا کرتے ہیں اور اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَ كَّلْ عَلَى اللهِ

ترجمہ: جب آپ (کسی بات کا) عزم کر لیں تو اللہ پر توکّل کیجئے۔

سوال52: اس سبق سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: **اخلاقی سبق**

ہمیں زندگی میں بعض اوقات مشکلات اور مالی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کاروبار میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے مواقع پر خود انحصاری سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے مشکلات سے نکلنے کی کوشش کریں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی صلاحیتوں پر اعتماد کرتے ہوئے محنت اور جدوجہد کو اپنا شعار بنائیں تاکہ ہم کامیابی کی منزل تک پہنچ سکیں۔

﴿کثیر الانتخابی سوالات﴾

74۔ فَاِذَا عَزَمْتَ میں جس عمدہ صفت کا ذکر ہے:

(A) سچائی و دیانت داری (B) خود اعتمادی و خود انحصاری (C) صبر و تحمل (D) باہمی ہمدردی

75۔ اللہ تعالیٰ نے خود اعتمادی اور خود انحصاری کے ساتھ تلقین کی:

(A) صبر و تحمل کی (B) عجز و انکسار کی (C) باہمی تعاون کی (D) اللہ تعالیٰ پر بھروسے کی

76۔ انسان کو خود اعتمادی اور خود انحصاری کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر سے بچاتا ہے:

(A) توکل (B) صبر (C) سچ (D) تحمل

77۔ انسان اپنے معاملات احسن طریقے سے انجام دے سکتا ہے:

(A) مال و دولت سے (B) تعلقات کی بدولت (C) انصاف کی وجہ سے (D) خود اعتمادی کے سبب

78۔ کسی بھی قوم کی اجتماعی عزت و آبرو کا سبب بنتی ہے:

(A) تجارت (B) غربت (C) سیر و سیاحت (D) خود اعتمادی

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

1	2	3	4	5
B	D	A	D	D

مشقی سوالات

.18 درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) فَإِذَا عَزَمْتَ میں جس عمدہ صفت کا ذکر ہے:

(A) سچائی و دیانت داری (B) خود اعتمادی و خود انحصاری (C) صبر و تحمل (D) باہمی ہمدردی

(ii) اللہ تعالیٰ نے خود اعتمادی اور خود انحصاری کے ساتھ تلقین کی:

(A) صبر و تحمل کو (B) عجز و انکسار کی (C) باہمی تعاون کی (D) اللہ تعالیٰ پر بھروسے کی

(iii) انسان کو خود اعتمادی اور خود انحصاری کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر سے بچاتا ہے:

(A) توکل (B) صبر (C) سچ (D) تحمل

(iv) انسان اپنے معاملات احسن طریقے سے انجام دے سکتا ہے:

(A) مال و دولت سے (B) تعلقات کی بدولت (C) انصاف کی وجہ سے (D) خود اعتمادی کے سبب

(v) کسی بھی قوم کی اجتماعی عزت و آبرو کا سبب بنتی ہے:

(A) تجارت (B) غربت (C) سیر و سیاحت (D) خود اعتمادی

مشقی کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

1	2	3	4	5
B	D	A	D	D

.19 مختصر جواب دیں:

سوال 23: خود اعتمادی و خود انحصاری کا مفہوم تحریر کریں۔

جواب:

خود اعتمادی و خود انحصاری کا مفہوم

خود اعتمادی اور خود انحصاری کا لفظی معنیٰ اپنے آپ پر اعتماد اور انحصار کرنا ہے۔ اصطلاحی طور پر اپنی صلاحیتوں کو پہنچاننا، ان کا ادراک کرنا اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسا کرنا خود انحصاری کہلاتا ہے۔ خود اعتمادی اور خود انحصاری بہترین وصف کا نام ہے۔ جو بھی شخص بڑے کام انجام دینا چاہتا ہے، اس میں اعتماد کا ہونا بہت ضروری ہے۔ خود اعتمادی انسان کا وہ وصف اور طرز عمل ہے جو انسان کے لئے عظیم مقاصد کا حصول ممکن بنا دیتا ہے۔

سوال 24: سیرت طیبہ سے خود انحصاری کی تعلیم پر مبنی کوئی ایک واقعہ تحریر کریں۔

جواب:

فتح مکہ کا واقعہ

فتح مکہ کے موقع پر نبی خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ایک جانب حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ اور دوسری طرف اسید بن حُضیر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ تھے اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے چاروں طرف جوش میں بھرا لشکر تھا۔ لشکر کی شان و شوکت کو دیکھ کر ابو سفیان نے حضرت عباس بن عبد المطلب رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا کہ عباس رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ تمہارا بھتیجا تو بادشاہ ہو گیا۔ حضرت عباس رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواب دیا کہ تیرا برا ہو اے ابو سفیان یہ بادشاہت نہیں بلکہ نبوت ہے۔ اس شاہانہ جلوس کے جاہ جلال کے باوجود آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سورۃ

الفاتحہ کی تلاوت فرماتے ہوئے اس طرح سر جھکائے ہوئے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کا سر اونٹنی کے کوہان سے لگ جاتا تھا۔

سوال 25: خود اعتمادی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب:

اللہ تعالیٰ کی نصیحت

اللہ تعالیٰ نے اہلِ علم کی قرآن مجید میں جو صفات ذکر کی ہیں، ان میں ایک توکل علی اللہ بھی ہے۔ اہلِ ایمان پر جب مشکلات آتی ہیں تو وہ کم ہمت نہیں ہوتے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے خوف کا شکار نہیں ہوتے، بلکہ ہمت اور حوصلے سے مشکلات کا سامنا کرتے ہیں اور اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ

ترجمہ: جب آپ (کسی بات کا) عزم کر لیں تو اللہ پر توکل کیجیے۔

سرگرمیاں:

- طلبہ خود اعتمادی اور خود انحصاری کے فوائد پر مشتمل فلیش کارڈ بنوائیں۔
- طلبہ کے مابین خود اعتمادی اور خود انحصاری کے موضوع پر کمرہ جماعت میں مذاکرہ کروائیں۔

جسمانی و ذہنی صحت اور جسمانی ریاضت

﴿تفصیلی سوالات﴾

سوال 1: جسمانی و ذہنی صحت کی اہمیت بیان کریں۔

جواب:

جسمانی و ذہنی صحت کی اہمیت

دینِ اسلام انسانی زندگی کے لیے ایک مکمل ضابطہ حیات فراہم کرتا ہے۔ دینِ اسلام نہ صرف انسان کی روحانی اصلاح اور تربیت کے لیے ہدایت فراہم کرتا ہے بلکہ انسان کے مادی وجود کی بہتری اور جسمانی صحت کے لیے بھی راہ نمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام کے پیشِ نظر ایسے معاشرے کی تشکیل ہے، جس کے تمام شہری صحت مند، توانا اور جسمانی طور پر مضبوط ہوں۔

اسلام اور جسمانی صحت:

اسلام نے عبادات کے ساتھ ساتھ انسان کے جسم اور صحت کے حوالے سے بھی بنیادی تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں۔

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی:

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں راہ نمائی اور سربراہی کے لیے صحت اور علم کو فوقیت دیتے ہوئے فرمایا:

وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ

ترجمہ: اور (اللہ نے) اُسے علم اور جسم میں وسعت عطا فرمائی ہے۔ صحت مند انسان اور صحت مند دماغ اللہ ربّ العزت کی طرف سے انسان کے لیے بہت بڑا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی قدر کرنا انسان کا اوّلین فرض ہے۔

(سُوْرَةُ الْبقرة: 247)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

"دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے اور وہ صحت اور فراغت ہیں۔"

(صحیح البخاری: 6412)

جسمانی صحت کی اہمیت:

اسلام میں انسان کی جسمانی صحت کی اہمیت اس قدر ہے کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے جسمانی طور پر توانا شخص کو کمزور شخص سے بہتر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَاَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ

ترجمہ: طاقت ور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن کی نسبت بہتر اور زیادہ محبوب ہے۔

(صحیح مسلم: 6774)

ورزش کی اہمیت:

انسانی صحت کی اسی اہمیت کی وجہ سے بہت سی ایسی تعلیمات ہیں، جن سے انسان کو ورزش کی تلقین ملتی ہے، کیوں کہ ورزش ایک ایسا عمل ہے، جس سے انسانی جسم صحت مند رہتا ہے۔ ورزش کا ایک طریقہ کھیل کود ہے۔

کھیلوں کی حوصلہ افزائی:

چناں چہ اسلام ایسے تمام کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، جس سے انسانی جسم صحت مند رہتا ہے اور اس کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی کھیلوں کے لیے ترغیب:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے گھڑ سواری، نیزہ بازی، تیر اندازی، دوڑ، کشتی اور تیراکی وغیرہ کی ترغیب دی ہے۔ یہ تمام کھیل جسمانی ریاضت میں شمار ہوتے ہیں، جن سے انسان کی جسمانی و ذہنی صحت بہتر ہوتی ہے۔

جسمانی ریاضت:

جسمانی ریاضت ہی صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔ ورزش اور جسمانی صحت انسانی جسم کو متوازن کرنے کے ساتھ ساتھ انسانی پٹھوں کی نشوونما میں بھی مدد کرتی ہے۔ جس کے نتیجے میں انسانی جسم میں خون کی پیداوار بڑھتی ہے، اسی طرح ورزش جسم مین آکسیجن کی سطح اور خون کے بہاؤ کو بہتر بنانے میں مدد کرتی ہے۔ ورزش انسانی صحت کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے لیے بہت مفید اور صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔ ورزش کے علاوہ کھیل بھی جسمانی ریاضت اور اس کے نتیجے میں انسان کی جسمانی و ذہنی صحت کے لیے بہت زیادہ فائدے کا باعث ہے۔ کھیل کا انسان کی جسمانی و ذہنی صحت کے ساتھ براہِ راست تعلق ہے، کیوں کہ کھیل کے میدان میں ہر وقت مستعد رہنا پڑتا ہے اور ذہن کو ہر وقت استعمال کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح کھیل سے جب انسانی جسم صحت مند ہو جاتا ہے تو اس کے اثرات انسانی دماغ پر بھی مرتب ہوتے ہیں، کیوں کہ صحت مند جسم ہی صحت مند دماغ کی ضمانت ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی جسمانی ریاضت کی تلقین:

انسانی جسم کے لیے جسمانی ریاضت اور ورزش کی اہمیت کے پیشِ نظر اسلام نے مختلف کھیلوں اور ورزش کی تلقین کی ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے کئی مواقع پر جسمانی ریاضت کی حوصلہ افزائی فرمائی، جس سے جسمانی ریاضت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

صحابہ کرام رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی جسمانی ریاضت:

صحابہ کرام رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نیزہ بازی کیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُمْ دوڑ بھی لگایا کرتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے گھڑ سواری کی بھی ترغیب دلائی ہے گویا ایسے تمام کھیل اور جسمانی ریاضت جس سے انسانی صحت کو فائدہ ملتا ہو اور وہ اسلام کی عمومی تعلیمات کے مطابق ہوں۔ اسلام ایسے تمام کھیلوں اور ورزشوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

جسمانی ریاضت کے فوائد:

یوں کہ جسمانی ریاضت اور ورزش انسان کے ذہن و جسم پر بہت اچھے اثرات مُرتّب کرتی ہے۔ ورزش سے انسانی جسم میں بیماریوں کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ ورزش انسانی جسم میں بیماری کے خلاف قوتِ مدافعت میں اضافہ کرتی ہے۔ ورزش کرنے سے ذہن و دماغ پر نہایت اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے انسان کے جسم کے پٹھے اور ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔

جسمانی ریاضت کا ایک پہلو اخلاق سنوارنا بھی ہے، جس طرح کھانے پینے میں توازن رکھنا، پانی بیٹھ کر پینا، سانس لے کر پینا، کھانا بیٹھ کر کھانا اور کھانا کھاتے ہوئے بھوک رکھ کر کھانا، غذائی اعتبار سے کھانے پینے کی چیزوں کو استعمال کرنا اور ان کی حفاظت کرنا، جہاں جسمانی و ذہنی صحت کا سبب بنتا ہے، وہاں جسمانی ریاضت اچھے اخلاق کی ضمانت بھی ہے۔

حاصلِ کلام:

ہمیں چاہیے کہ ہم ورزش اور کھیلوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ کھیلوں میں حصہ لینے سے ہماری زندگی میں برداشت، پابندیِ وقت اور نظم و ضبط پیدا ہو گا اور اس کے ہماری زندگی پر نہایت خوش گوار اثرات مرتب ہوں گے۔

﴿مختصر سوالات﴾

سوال 1: جسمانی ریاضت سے کیا مراد ہے؟

جواب:

جسمانی ریاضت

جسمانی ریاضت سے مراد ایسے افعال، کھیل اور ورزشیں ہیں جن سے انسان کی جسمانی اور ذہنی صحت بہتر ہوتی ہے۔ ورزش ایک ایسا عمل ہے، جس سے انسانی جسم صحت مند رہتا ہے۔ ورزش کا ایک طریقہ کھیل کود ہے، چناں چہ اسلام ایسے تمام کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، جس سے انسانی جسم صحت مند رہتا ہے اور اس کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے گھڑ سواری، نیزہ بازی، تیر اندازی، دوڑ، کشتی اور تیراکی وغیرہ کی ترغیب دی ہے۔ یہ تمام کھیل جسمانی ریاضت میں شمار ہوتے ہیں، جن سے انسان کی جسمانی و ذہنی صحت بہتر ہوتی ہے۔

سوال 2: نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے کون سے کھیلوں کی ترغیب دی ہے؟

جواب:

کھیلوں کی ترغیب

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے درج ذیل کھیلوں کی ترغیب دی ہے:

- گھڑ سواری
- نیزہ بازی
- تیر اندازی
- دوڑ
- کشتی

- تیراکی

سوال 3: جسمانی ورزش کے ہمارے جسم پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب:

جسمانی ورزش کے اثرات

اسلام ایسے تمام کھیلوں اور ورزشوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، یوں کہ جسمانی ریاضت اور ورزش انسان کے ذہن و جسم پر بہت اچھے اثرات مُرتّب کرتی ہے۔ ورزش سے انسانی جسم میں بیماریوں کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ ورزش انسانی جسم میں بیماری کے خلاف قوتِ مدافعت میں اضافہ کرتی ہے۔ ورزش کرنے سے ذہن و دماغ پر نہایت اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے انسان کے جسم کے پٹھے اور ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔

سوال 4: کن دو چیزوں کو نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے بڑی نعمت قرار دیا ہے؟

جواب:

صحت اور فراغت

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

"دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے اور وہ صحت اور فراغت ہیں۔"

(صحیح البخاری: 6412)

سوال 5: ہمیں اپنی جسمانی و ذہنی صحت کو بہتر بنانے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

جواب:

جسمانی و ذہنی صحت

ہمیں چاہیے کہ ہم ورزش اور کھیلوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ کھیلوں میں حصہ لینے سے ہماری زندگی میں برداشت، پابندیِ وقت اور نظم و ضبط پیدا ہو گا اور اس کے ہماری زندگی پر نہایت خوش گوار اثرات مرتب ہوں گے۔

LAST HOPE STUDY

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ **اسلام نے انسانی جسم کو صحت مند و توانا رکھنے کے لیے ترغیب دی ہے:**
(A) جسمانی ریاضت کی (B) مال خرچ کرنے کی (C) معاف کرنے کی (D) صلہ رحمی کی

2۔ **کون سا مومن بہتر قرار دیا گیا ہے؟**
(A) مال دار (B) طاقت ور (C) کمزور (D) مفلس

3۔ **جسمانی ریاضت سے مضبوط ہوتے ہیں:**
(A) ہاتھ (B) پاؤں (C) پٹھے (D) ٹخنے

4۔ **حدیث مبارک میں دو چیزوں کو بڑی نعمت قرار دیا گیا ہے:**
(A) صحت اور فراغت (B) مال اور دولت (C) کھیل اور فراغت (D) ورزش اور مصروفیت

5۔ **حبشی صحابہ کون سے کھیلوں میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے؟**
(A) نیزہ بازی و گھڑ سواری (B) رسہ کشی (C) کبڈی (D) سیر و سیاحت

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

5	4	3	2	1
A	A	C	B	A

مشقی سوالات

1۔ **درست جواب کا انتخاب کریں:**

(i) **اسلام نے انسانی جسم کو صحت مند و توانا رکھنے کے لیے ترغیب دی ہے:**
(A) جسمانی ریاضت کی (B) مال خرچ کرنے کی (C) معاف کرنے کی (D) صلہ رحمی کی

(ii) **کون سا مومن بہتر قرار دیا گیا ہے؟**
(A) مال دار (B) طاقت ور (C) کمزور (D) مفلس

(iii) **جسمانی ریاضت سے مضبوط ہوتے ہیں:**
(A) ہاتھ (B) پاؤں (C) پٹھے (D) ٹخنے

(iv) حدیث مبارک میں دو چیزوں کو بڑی نعمت قرار دیا گیا ہے:

(A) صحت اور فراغت (B) مال اور دولت (C) کھیل اور فراغت (D) ورزش اور مصروفیت

(v) حبشی صحابہ کون سے کھیلوں میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے؟

(A) نیزہ بازی و گھڑ سواری (B) رسہ کشی (C) کبڈی (D) سیر و سیاحت

﴿مشقی کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات﴾

1	2	3	4	5
A	B	C	A	A

2۔ مختصر جواب دیں:

سوال1: جسمانی ریاضت صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے وضاحت کریں۔

جواب:

صحت مند معاشرے کی بنیاد

جسمانی ریاضت صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے کیونکہ یہ فرد کی جسمانی، ذہنی اور سماجی صحت پر مثبت اثر ڈالتی ہے۔ جسمانی ریاضت کے ذریعے انسان بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے ۔ قوت مدافعت میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ جسمانی طور پر مضبوط رہتا ہے۔ صحت مند افراد ایک متحرک اور کامیاب معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جسمانی ریاضت ذہنی سکون اور دباؤ کو کم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ جس سے افراد کے رویے اور تعلقات بہتر ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک ایسا معاشرہ وجود میں آتا ہے جو خوشحال متوازن اور ترقی یافتہ ہو۔

سوال2: ریاضت و ذہنی صحت اور کھیل کا باہمی تعلق تحریر کریں۔

جواب:

ریاضت و ذہنی صحت اور کھیل کا تعلق

ریاضت و ذہنی صحت اور کھیل کا باہمی تعلق درج ذیل ہے:

- کھیل اور ریاضت ذہنی دباؤ کو کم کرنے میں مدد دیتے ہیں اور سکون فراہم کرتے ہیں۔
- یہ دماغی ارتکاز اور یادداشت کو بہتر بناتے ہیں۔
- فرد کی خود اعتمادی میں اضافہ کرتے اور مثبت سوچ پیدا کرتے ہیں۔
- منفی خیالات اور بے چینی کو کم کرنے میں مؤثر ہیں۔
- سماجی تعلقات مضبوط کرتے ہیں۔

سوال3: جسمانی ریاضت کے ذہنی و جسمانی اثرات تحریر کریں۔

جواب:

ذہنی و جسمانی اثرات

اسلام ایسے تمام کھیلوں اور ورزشوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، یوں کہ جسمانی ریاضت اور ورزش انسان کے ذہن و جسم پر بہت اچھے اثرات مُرتّب کرتی ہے۔ ورزش سے انسانی جسم میں بیماریوں کا خطرہ کم ہو جاتاہ۔ ورزش انسانی جسم میں بیماری کے خلاف قوتِ مدافعت میں اضافہ کرتی ہے۔ ورزش کرنے سے ذہن و دماغ پر نہایت اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے انسان کے جسم کے پٹھے اور ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔

سوال4: جسمانی ریاضت کے کوئی سے چار اصول بیان کریں۔

جواب:

جسمانی ریاضت کے اصول

جسمانی ریاضت کے اصول درج ذیل ہیں:

- مستقل مزاجی (ریاضت باقاعدگی سے کرنی چاہیے)
- ریاضت کی شدت جسمانی حالت کے مطابق ہو۔
- ورزش کا انتخاب عمر اور صحت کے مطابق کریں۔
- ورزش سے پہلے اور بعد میں اس کی پریکٹس جاری رکھیں۔

سوال5: ہمیں اپنی جسمانی و ذہنی صحت کو بہتر بنانے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

جواب:

جسمانی و ذہنی صحت کی بہتری

ہمیں چاہیے کہ ہم ورزش اور کھیلوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ کھیلوں میں حصہ لینے سے ہماری زندگی میں برداشت، پابندی وقت اور نظم و ضبط پیدا ہو گا۔ اور اس کے ہماری زندگی پر نہایت خوشگوار اثرات مرتب ہونگے۔

سرگرمیاں:
- جسمانی و ذہنی صحت کے متعلق احادیث تلاش کر کے اپنے ہم جماعت ساتھیوں کو بتائیں۔
- طلبہ کو حفظانِ صحت کے اصولوں پر مبنی معلومات پر مشتمل کوئی دستاویزی فلم دکھائیں تاکہ وہ جان سکیں اپنی صحت کا خیال کیسے رکھ سکتے ہیں۔

اسلام میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت

﴾تفصیلی سوالات﴿

سوال 14: قرآن وسنت کی روشنی میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: **مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت**

معنی و مفہوم:
مستقبل کا معنی ہے: آنے والا وقت۔ مستقبل کی منصوبہ بندی سے مراد یہ ہے کہ انسان آنے والے وقت کے لیے تیاری کرے۔ اپنے پاس موجود وسائل کو اچھے طریقے سے استعمال کرے اور اپنی طاقت کے بقدر مزید وسائل و اسباب اختیار کرنے کی کوشش کرے۔

قرآن وسنت میں منصوبہ بندی کا حکم:
قرآن وسنت میں ہمیں موت کے بعد آنے والی زندگی کے لیے تیاری کرنے کے حکم کے ساتھ ساتھ یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ ہم دنیا کی زندگی میں بھی آنے والے دنوں کے لیے تیاری کریں۔
مستقبل کی ضرورت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے پاس موجود وسائل اور نعمتوں کو ضائع نہ کریں۔ مستقبل میں کسی بھی قسم کی تکلیف اور پریشانی سے بچنے کے لیے ابھی سے کوشش کرنا اور وسائل اکٹھے کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بات کا حکم دیا ہے کہ مسلمان اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے وسائل و اسباب جمع رکھیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ:
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ

ترجمہ: اور (مسلمانو!) تم ان (کفار سے لڑنے) کے لیے تیاری رکھو جتنی قوت تم سے ممکن ہو۔ (سورۃ الانفال:60)

حضرت یوسف علیہ السلام کی منصوبہ بندی:
قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات زندگی کا بیان تفصیل سے آیا ہے۔ اس میں یہ تذکرہ بھی ملتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر والوں کو قحط سے محفوظ رکھنے کے لیے شان دار منصوبہ بندی کی۔ یہاں تک کہ قحط کے زمانے میں مصر نہ صرف اپنی غذائی ضروریات میں خود کفیل تھا بلکہ دوسرے ملکوں کو بھی غلہ فراہم کر رہا تھا۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سنت:
مستقبل کے لیے منصوبہ بندی اور سوچ بچار کرنا نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سنت مبارک ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے نعمتوں کو ضائع ہونے سے بچانے کا حکم دیا تاکہ مستقبل میں انھیں استعمال کیا جاسکے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے پانی کو ضائع کرنے سے منع فرمایا اور زیادہ سے زیادہ درخت لگانے کا حکم دیا، تاکہ آنے والے وقت میں ان نعمتوں سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

غزوہ خندق میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تدبیر:
حضور اقدس خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اسلامی دعوت کی مضبوطی اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے ہمیشہ تدبیر فرمائی۔ غزوہ خندق میں جب آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو کافروں کے مدینہ منورہ پر حملے کے ارادے کا علم ہوا تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اہل مدینہ کی حفاظت کے لیے منصوبہ بندی فرمائی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اس موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے پر ایک خندق کھودی اور اس طرح اہل مدینہ منورہ مشرکین مکہ کے حملے سے محفوظ ہو گئے۔

صلح حدیبیہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى الِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی منصوبہ بندی کی مثال:

حضور خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى الِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی مستقبل کی منصوبہ بندی کی ایک روشن مثال صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى الِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مشرکین مکہ کے ساتھ صلح کا ایک معاہدہ فرمایا جس کی شرائط کا جھکاؤ بظاہر مشرکین کی طرف تھا۔ لیکن اس موقع پر حضور اقدس خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى الِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ آنے والے وقت کی منصوبہ بندی فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى الِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تدبیر میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ صلح کا یہ معاہدہ فتح مکہ کا پیش ثابت ہوا اور کچھ ہی عرصے بعد مشرکین مکہ کی قوت پارہ پارہ ہو گئی۔

وسائل ضائع کرنے والوں کو تنبیہ:

ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى الِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سنت کی اتباع میں آنے والے وقت کے لیے خود کو تیار کرے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے والوں اور وسائل ضائع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّہٗ لَایُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ

ترجمہ: بے شک وہ (اللہ) بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ (سورۃ الانعام:141)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔ جو اپنی قوت اور عقل کو کام میں لاتے ہیں اور اپنے اور دوسروں کے فائدے کے بارے میں سوچتے ہیں۔

مستقبل کی منصوبہ بندی کے لیے شرعی حدود:

مستقبل کے کسی بھی کام کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے ہمیں شریعت کی متعین کردہ درج ذیل حدود کو پیش نظر رکھنا چاہیے:

- کوئی ایسی منصوبہ بندی یا تدبیر نہیں کرنی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہو۔
- اپنے ارادوں اور منصوبوں میں سودی لین دین، رشوت، جھوٹ، دھوکے بازی حق تلفی اور مادیت پرستی کو شامل نہیں کرنا چاہیے۔
- مستقبل کی منصوبہ بندی اور تدبیر کرتے ہوئے توکل کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔

توکل:

توکل کا معنی یہ ہے کہ انسان اسباب ضرور اختیار کرے لیکن اس کا بھروسا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو۔

منصوبہ بندی کے مثبت اثرات / فائدے:

جب کوئی شخص یا قوم منصوبہ بندی اور سمجھ بوجھ کے ساتھ فیصلے کرتی ہے تو اس شخص اور قوم کی زندگی پر بہت سے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

- بہت سے وسائل ضائع ہونے سے بچ جاتے ہیں۔
- خوش حالی اور آسودگی نصیب ہوتی ہے۔
- دوسروں کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑتا۔
- وسائل میں اضافہ ہوتا ہے اور پورا معاشرہ ترقی کرتا ہے۔
- بہتر منصوبہ بندی کرنے والے بہترین نتائج حاصل کرتے ہیں۔
- معاشرہ انتشار اور افراتفری سے بچ جاتا ہے۔
- مستقبل پر نگاہ رکھنے والے لوگ اپنے انفرادی اور اجتماعی تعلقات میں میانہ روی کو پیش نظر رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے انھیں شرمندگی یا نقصان کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اسلام کی تعلیم بھی یہی ہے۔

حاصل کلام:

آج کا زمانہ حکمت و تدبیر کا زمانہ ہے۔ افراد و اقوام آج کل مستقبل کی منصوبہ بندی پر بہت سا سرمایہ لگا رہے ہیں اور کئی کئی سالوں کے لیے منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر مستقبل کی منصوبہ بندی کرنے کی سوچ اپنائیں۔ اسی صورت میں ہم ترقی کر سکتے ہیں اور ہمارا معاشرہ ایک خوش حال معاشرہ بن سکتا ہے۔

﴿مختصر سوالات﴾

سوال 1: مستقبل کی منصوبہ بندی کا معنی و مفہوم تحریر کریں۔

جواب: **منصوبہ بندی کا معنی و مفہوم**

مستقبل کا معنی ہے: آنے والا وقت۔ مستقبل کی منصوبہ بندی سے مراد یہ ہے کہ انسان آنے والے وقت کے لیے تیاری کرے۔ اپنے پاس موجود وسائل کو اچھے طریقے سے استعمال کرے اور اپنی طاقت کے بقدر مزید وسائل و اسباب اختیار کرنے کی کوشش کرے۔

سوال2: مستقبل کی منصوبہ بندی کے بارے میں ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب:

آیت مبارکہ کا ترجمہ

مستقبل کی منصوبہ بندی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَعِدُّوْالَہُمْ مَّااسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ

ترجمہ: اور (مسلمانو!) تم ان (کفار سے لڑنے) کے لیے تیاری رکھ جتنی قوت تم سے ممکن ہو۔ (سورۃ الانفال:60)

سوال3: حضرت یوسف علیہ السلام نے مستقبل کی منصوبہ بندی کیسے فرمائی؟

جواب:

حضرت یوسف علیہ السلام کی منصوبہ بندی

قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات زندگی کا بیان تفصیل سے آیا ہے۔ اس میں یہ تذکرہ بھی ملتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر والوں کو قحط سے محفوظ رکھنے کے لیے شان دار منصوبہ بندی کی۔ یہاں تک کہ قحط کے زمانے میں مصر نہ صرف اپنی غذائی ضروریات میں خود کفیل تھا بلکہ دوسرے ملکوں کو بھی غلہ فراہم کر رہا تھا۔

سوال4: نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی عمدہ تدبیر کی ایک مثال تحریر کیجیے۔

جواب:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی عمدہ تدبیر

حضور اقدس خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اسلامی دعوت کی مضبوطی اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے ہمیشہ تدبیر فرمائی۔ غزوہ خندق میں جب آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو کافروں کے مدینہ منورہ پر حملے کے ارادے کا علم ہوا تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اہل مدینہ کی حفاظت کے لیے منصوبہ بندی فرمائی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اس موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے پر ایک خندق کھودی اور اس طرح اہل مدینہ منورہ مشرکین مکہ کے حملے سے محفوظ ہو گئے۔

سوال5: مستقبل کی منصوبہ بندی کے دو فائدے تحریر کیجیے۔

جواب:

منصوبہ بندی کے فائدے

جب کوئی شخص یا قوم منصوبہ بندی اور سمجھ بوجھ کے ساتھ فیصلے کرتی ہے تو اس شخص اور قوم کی زندگی پر بہت سے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

- بہت سے وسائل ضائع ہونے سے بچ جاتے ہیں۔
- خوش حالی اور آسودگی نصیب ہوتی ہے۔
- دوسروں کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑتا۔

سوال6: حضور خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی مستقبل کی منصوبہ بندی کی کوئی ایک مثال تحریر کریں۔

جواب:

صلح حدیبیہ کی مثال

حضور خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی مستقبل کی منصوبہ بندی کی ایک روشن مثال صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مشرکین مکہ کے ساتھ صلح کا ایک معاہدہ فرمایا جس کی شرائط کا جھکاؤ بظاہر مشرکین کی طرف تھا۔ لیکن اس موقع پر حضور اقدس خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ آنے والے وقت کی منصوبہ بندی فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تدبیر میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ صلح کا یہ معاہدہ فتح مکہ کا پیش ثابت ہوا اور کچھ ہی عرصے بعد مشرکین مکہ کی قوت پارہ پارہ ہو گئی۔

سوال7: وسائل ضائع کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

جواب:

ارشادِ ربانی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّہٗ لَایُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

ترجمہ: بے شک وہ (اللہ) بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ (سورۃ الانعام:141)

سوال8: اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو پسند فرماتا ہے؟

جواب:

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ لوگ

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔ جو اپنی قوت اور عقل کو کام میں لاتے ہیں اور اپنے اور دوسروں کے فائدے کے بارے میں سوچتے ہیں۔

سوال9: **مستقبل کے کسی کام کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے ہمیں شریعت کے کن اصولوں کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے؟**

جواب: **مستقبل کی منصوبہ بندی کے لیے شرعی حدود**

مستقبل کے کسی بھی کام کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے ہمیں شریعت کی متعین کردہ درج ذیل حدود کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے:

- کوئی ایسی منصوبہ بندی یا تدبیر نہیں کرنی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہو۔
- اپنے ارادوں اور منصوبوں میں سودی لین دین، رشوت، جھوٹ، دھوکے بازی حق تلفی اور مادیت پرستی کو شامل نہیں کرنا چاہیے۔
- مستقبل کی منصوبہ بندی اور تدبیر کرتے ہوئے توکل کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔

سوال10: **توکل سے کیا مراد ہے؟**

جواب: **توکل**

مستقبل کی منصوبہ بندی اور تدبیر کرتے ہوئے توکل کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ توکل کا معنی یہ ہے کہ انسان اسباب ضرور اختیار کرے لیکن اس کا بھروسا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو۔

سوال11: **ہمارا معاشرہ کیسے خوشحال معاشرہ بن سکتا ہے؟**

جواب: **خوشحال معاشرہ**

آج کا زمانہ حکمت و تدبیر کا زمانہ ہے۔ افراد و اقوام آج کل مستقبل کی منصوبہ بندی پر بہت سا سرمایہ لگا رہے ہیں اور کئی کئی سالوں کے لیے منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر مستقبل کی منصوبہ بندی کرنے کی سوچ اپنائیں۔ اسی صورت میں ہم ترقی کر سکتے ہیں اور ہمارا معاشرہ ایک خوش حال معاشرہ بن سکتا ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ **مستقبل کی منصوبہ بندی کا معنیٰ ہے کہ انسان تیاری کرے:**

(A) گزرے ہوئے وقت کے لیے (B) موجودہ وقت کے لیے
(C) آنے والے وقت کے لیے (D) جاری رہنے والے وقت کے لیے

2۔ **مصر والوں کو قحط سے بچانے کے لیے شاندار منصوبہ بندی کی:**

(A) حضرت اسماعیل علیہ السلام نے (B) حضرت اسحاق علیہ السلام نے
(C) حضرت یعقوب علیہ السلام نے (D) حضرت یوسف علیہ السلام نے

3۔ **غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھودنے کا مشورہ دیا:**

(A) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (B) حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
(C) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (D) حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

4۔ **فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوا:**

(A) واقعہ معراج (B) ہجرت حبشہ (C) سفر طائف (D) صلح حدیبیہ

5۔ **انسان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسا کرتے ہوئے اسباب کا اختیار کرنا کہلاتا ہے:**

(A) توکّل (B) بخل (C) تقوٰی (D) طمع

6۔ **اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم دیا کہ مسلمان اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے جمع رکھیں:**

(A) وسائل و اسباب (B) افراد (C) میڈیا (D) نظام

7۔ **حضرت یوسف علیہ السلام کا تعلق کس ملک سے تھا؟**

(A) سعودی عرب (B) مصر (C) قطر (D) پاکستان

8۔ **مستقبل کے لیے منصوبہ بندی اور سوچ بچار کرنا سنت ہے:**

(A) حضرت ابراہیم علیہ السلام (B) حضرت خضر علیہ السلام
(C) حضرت آدم علیہ السلام (D) حضرت محمد خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

9۔ **آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ضائع ہونے بچانے کا حکم دیا:**

(A) نعمتوں کو (B) دولت کو (C) مال کو (D) عہدے کو

10۔ **آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے زیادہ سے زیادہ لگانے کا حکم دیا:**

(A) کتبے (B) درخت (C) پوسٹرز (D) نمود و نمائش

11۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی منصوبہ بندی کی روشن مثال ہے:

(A) میثاقِ مدینہ (B) حلف الفضول (C) صلح حدیبیہ (D) غزوہ تبوک

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

1	2	3	4	5	6
C	D	C	B	A	A
7	8	9	10	11	
B	C	B	A	B	

مشقی سوالات

.14 درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) مستقبل کی منصوبہ بندی کا معنٰی ہے کہ انسان تیاری کرے:

(A) گزرے ہوئے وقت کے لیے (B) موجودہ وقت کے لیے

(C) آنے والے وقت کے لیے (D) جاری رہنے والے وقت کے لیے

(ii) مصر والوں کو قحط سے بچانے کے لیے شاندار منصوبہ بندی کی:

(A) حضرت اسماعیل علیہ السلام نے (B) حضرت اسحاق علیہ السلام نے

(C) حضرت یعقوب علیہ السلام نے (D) حضرت یوسف علیہ السلام نے

(iii) غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھودنے کا مشورہ دیا:

(A) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (B) حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(C) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (D) حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(iv) فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوا:

(A) واقعہ معراج (B) ہجرت حبشہ (C) سفر طائف (D) صلح حدیبیہ

(v) انسان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسا کرتے ہوئے اسباب کا اختیار کرنا کہلاتا ہے:

(A) توکّل (B) بخل (C) تقویٰ (D) طمع

مشقی کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

1	2	3	4	5
C	D	C	B	A

.15 مختصر جواب دیں:

سوال19: مستقبل کی منصوبہ بندی کا معنی و مفہوم تحریر کریں۔

جواب:

منصوبہ بندی کا معنی و مفہوم

مستقبل کا معنی ہے: آنے والا وقت۔ مستقبل کی منصوبہ بندی سے مراد یہ ہے کہ انسان آنے والے وقت کے لیے تیاری کرے۔ اپنے پاس موجود وسائل کو اچھے طریقے سے استعمال کرے اور اپنی طاقت کے بقدر مزید وسائل و اسباب اختیار کرنے کی کوشش کرے۔

سوال20: قرآن و سنت کی روشنی میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت بیان کریں۔

جواب:

آیت مبارکہ کا ترجمہ

مستقبل کی منصوبہ بندی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَعِدُّوْالَهُمْ مَّااسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ

ترجمہ: اور (مسلمانو!) تم ان (کفار سے لڑنے) کے لیے تیاری رکھو جتنی قوت تم سے ممکن ہو۔ (سورۃ الانفال:60)

سوال21: مستقبل کی منصوبہ بندی کے اسباب کی مختلف صورتوں اور شرعی حدود و قیود کی وضاحت کریں۔

جواب: **منصوبہ بندی کی مختلف صورتیں اور شرعی حدود و قیود**

مستقبل کی منصوبہ بندی کے اسباب کی مختلف صورتیں درج ذیل ہیں:

- ذاتی ترقی (فرد کی کامیابی اور مالی حالت بہتر بنانا)
- معاشی استحکام (خاندان یا معاشرتی مالی حالت کو مضبوط کرنا)
- معاشرتی فلاح (لوگوں کے معیار زندگی کو بہتر بنانا)
- علمی و فنی مہارتیں (تعلیم اور مہارتوں کا حصول)

مستقبل کی منصوبہ بندی کے اسباب کی مختلف صورتوں میں درج ذیل شرعی حدود کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

- منصوبہ بندی میں اللہ کی رضا کو مدنظر رکھنا۔
- منصوبہ بندی میں عدل کو اہمیت دینا۔
- حلال طریقوں کا اختیار کرنا۔
- دوسروں کے حقوق کا احترام کرنا۔

سوال22: مستقبل کی منصوبہ بندی کے کوئی سے چار اثرات تحریر کریں۔

جواب: **مستقبل کی منصوبہ بندی کے اثرات**

مستقبل کی منصوبہ بندی کے اثرات درج ذیل ہیں:

- صحیح منصوبہ بندی سے آپ اپنے اہداف تک پہنچنے کے امکانات کو بڑھا سکتے ہیں۔
- بہترین منصوبہ بندی سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔
- مالی منصوبہ بندی سے آپ اپنے مالی وسائل کو بہتر طریقہ سے استعمال کر سکتے ہیں اور مالی مشکلات سے بچ سکتے ہیں۔
- واضح منصوبہ بندی سے آپ ذاتی زندگی میں ترقی کر سکتے ہیں۔

سوال23: مستقبل کی منصوبہ بندی کے حوالے سے اسوہ حسنہ سے ایک مثال تحریر کیجیے۔

جواب: **نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی عمدہ تدبیر**

حضور اقدس خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اسلامی دعوت کی مضبوطی اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے ہمیشہ تدبیر فرمائی۔ غزوہ خندق میں جب آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو کافروں کے مدینہ منورہ پر حملے کے ارادے کا علم ہوا تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اہل مدینہ کی حفاظت کے لیے منصوبہ بندی فرمائی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اس موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے پر ایک خندق کھودی اور اس طرح اہلِ مدینہ منورہ مشرکین مکہ کے حملے سے محفوظ ہو گئے۔

سوال24: مستقبل کی منصوبہ بندی کے دو فائدے تحریر کیجیے۔

جواب: **منصوبہ بندی کے فائدے**

جب کوئی شخص یا قوم منصوبہ بندی اور سمجھ بوجھ کے ساتھ فیصلے کرتی ہے تو اس شخص اور قوم کی زندگی پر بہت سے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

- بہت سے وسائل ضائع ہونے سے بچ جاتے ہیں۔
- خوش حالی اور آسودگی نصیب ہوتی ہے۔
- دوسروں کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑتا۔

سرگرمیاں:

- طلبہ اس بات پر مذاکرہ کریں کہ وہ مستقبل میں اپنے آپ کو کیسا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور اس کے لیے وہ کیا منصوبہ بندی کر رہے ہیں؟
- سیرت طیبہ سے مستقبل کی منصوبہ بندی کی مزید مثالیں طلبہ کے سامنے رکھیں۔

اسلامی تہذیب کے امتیازات

﴿تفصیلی سوالات﴾

سوال 1: اسلامی تہذیب کے امتیازات پر جامع مضمون لکھیں۔

جواب: **اسلامی تہذیب کے امتیازات**

معنی و مفہوم:

تہذیب کا لفظی معنی ہے: آراستگی، صفائی اور اصلاح۔ تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ شخص کو تہذیب یافتہ اور مہذب کہا جاتا ہے۔ کسی قوم کی تہذیب سے مراد اس کے نظریات، رہن سہن، طرزِ عمل اور عمومی رویہ ہے۔

اسلامی تہذیب سے مراد:

اسلامی تہذیب سے مراد اسلام کا سکھایا ہوا طریقہ حیات ہے۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد قرآن مجید اور سنت نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ پر ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان معاشرہ اپنی ایک خاص پہچان اور اپنا خاص تشخص رکھتا ہے۔ مسلمانوں کو زندگی کے معاملات میں غیروں کی نقالی کرنے اور ان کی مشابہت اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ مسلمانوں کو جو طرزِ حیات عطا کیا گیا ہے وہ ہر اعتبار سے مکمل ہے۔

اسلامی تہذیب کا نمایاں مقام:

انسانی تاریخ میں بہت سی قومیں وجود میں آئیں اور ہر قوم کی ایک مخصوص تہذیب تھی۔ دنیا کی تہذیبوں میں اسلامی تہذیب کا اپنا ایک بلند مقام و مرتبہ رہا ہے۔ عہد حاضر میں بھی اس کا نمایاں مقام ہے۔ اسلامی تہذیب دنیا کی شان دار تہذیب ہے اس سے صرف مسلمانوں ہی نے نہیں بلکہ اقوام عالم نے روشنی حاصل کی ہے۔

اسلامی تہذیب بہت سی خصوصیات اور امتیازات کی حامل تہذیب ہے۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

توحید پر کامل یقین:

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر کامل یقین اسلامی تہذیب کی اساس ہے۔ توحید پر ایمان اسلامی تہذیب کا وہ عصر ہے جس کے بغیر یہ تہذیب نہ تو وجود میں آسکتی ہے اور نہ الگ سے اپنا کوئی تشخص قائم رکھ سکتی ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی سے عقیدت و محبت:

اسلامی تہذیب کا نمایاں ترین وصف یہ ہے کہ اس میں حضور نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو مرکز و محور کی حیثیت حاصل ہے۔ امت مسلمہ کی شناخت نسبت رسالت مآب نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے ہی وابستہ ہے۔

عالم آخرت میں جواب دہی کا تصور:

اسلامی تہذیب کی اہم خصوصیت آخرت پر کامل یقین اور جواب دہی کا عقیدہ رکھنا ہے۔ اسلامی تہذیب کے پیروکار اس احساس کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں کہ قیامت کے دن انھیں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے ہر ایک عمل کے بارے میں جواب دہ ہونا ہے۔ اس سے زندگی میں اعتدال و توازن پیدا ہوتا ہے۔

انسانی مساوات:

مساوات اسلامی تہذیب کی ایک لازمی قدر ہے۔ حضور نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا دورِ مبارک تاریخ انسانی کے روشن دنوں کا امین ہے یہی وہ زمانہ ہے جب زمین پر عدل کی حکمرانی قائم ہوئی۔

آفاقی پیغامات اور ہدایات:

اسلامی تہذیب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے تمام پیغامات اور اہداف آفاقی ہیں۔ قرآنِ کریم نے تمام عالم کے انسانوں کو حق، بھلائی اور خلقی شرافت و کرامت کی بنیاد پر ایک کنبہ قرار دیا۔

اعلیٰ اخلاقی اقدار:

اسلامی تہذیب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اپنے تمام ضابطہ حیات اور زندگی کی سرگرمیوں میں اعلیٰ اخلاقی قدروں کو اولیت کا مقام عطا کیا۔ لہٰذا علم و حکمت، اِسلامی قوانین، جنگ مصالحت، اقتصادیات، خاندانی نظام، اور دیگر اخلاقی و معاشرتی اقدار میں اسلامی تہذیب کا پلڑا تمام قدیم و جدید تہذیبوں پر بھاری نظر آتا ہے۔

انسانی اخوت اور کشادہ ظرفی:

اسلامی تہذیب کی ایک اہم خصوصیت مخالف نکتہ ہائے نظر کو برداشت کرنا ہے۔ اسلامی ریاست میں ہر شخص کو اپنے عقیدے پر قائم رہنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے۔ اسلام نے انسانیت کی منتشر صفوں میں اتحاد و الفت اور اخوت کی روح پیدا کی۔ عداوت، حسد، کینہ اور بغض کا خاتمہ کر دیا اور ایک دوسرے کے جانی دشمنوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔

امن وسلامتی:

حضور نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پیغمبر امن بن کر مبعوث ہوئے۔ عہد رسالت مآب خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا کسی بھی حوالے سے جائزہ لیا جائے، تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ حضور نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی انقلابی جدوجہد کے بعد جزیرہ نمائے عرب ہی میں امن قائم نہیں ہوا بلکہ پوری نسل انسانی کو سکون اور اطمینان کی دولت حاصل ہوئی۔

علم کی اہمیت:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی، اس کا آغاز لفظ اقراء سے ہوا تھا جس کا معنی ہے پڑھ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ

ترجمہ: آپ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔

(سورۃ العلق: 1)

تعلیم کا یہ حکم اسلامی تہذیب کا لازمی حصہ ہے۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد تعلیم و تعلم کے فروغ پر رکھی گئی تھی اور یہ احسن اقدام جہالت کے شکار معاشرے میں اٹھایا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تہذیب نے جس خطے میں اپنے اثرات مرتب کیے ہیں وہاں علم و دانش کی شمعیں بھی روشن کی ہیں۔

حاصل کلام:

عالمی تہذیبوں کی تاریخ میں اسلامی تہذیب کی یہ چند امتیازی خصوصیات ہیں، جب دنیا حکومت و سلطنت، علم و حکمت اور قیادت و سیادت کے ہر میدان میں مسلمانوں کے زیر نگیں تھی، تو انھی خصوصیات کی بنا پر اسلامی تہذیب ہر قوم و مذہب کے باشعور اور ذہن رسا رکھنے والے افراد کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھی۔ لیکن جب اس کا زور جاتا رہا، اس کو سینے سے لگانی والی قوم علم و عمل میں انحطاط کا شکار ہوئی تو دوسری قوموں نے غلبہ پانا شروع کر دیا۔

مختصر سوالات

سوال 1: تہذیب کا معنی و مفہوم تحریر کریں۔

جواب: **معنی و مفہوم**

تہذیب کا لفظی معنی ہے: آراستگی، صفائی اور اصلاح۔ تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ شخص کو تہذیب یافتہ اور مہذب کہا جاتا ہے۔ کسی قوم کی تہذیب سے مراد اس کے نظریات، رہن سہن، طرز عمل اور عمومی رویہ ہے۔

سوال 2: اسلامی تہذیب سے کیا مراد ہے؟

جواب: **اسلامی تہذیب**

اسلامی تہذیب سے مراد اسلام کا سکھایا ہوا طریقہ حیات ہے۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد قرآن مجید اور سنت نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان معاشرہ اپنی ایک خاص پہچان اور اپنا خاص تشخص رکھتا ہے۔ مسلمانوں کو زندگی کے معاملات میں غیروں کی نقالی کرنے اور ان کی مشابہت اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ مسلمانوں کو جو طرز حیات عطا کیا گیا ہے وہ ہر اعتبار سے مکمل ہے۔

سوال 3: اسلامی تہذیب میں احترام رسالت مآب خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا کیا مقام ہے؟

جواب: **اسلامی تہذیب میں حضور خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا مقام**

اسلامی تہذیب کا نمایاں ترین وصف یہ ہے کہ اس میں حضور نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو مرکز و محور کی حیثیت حاصل ہے۔ امت مسلمہ کی شناخت نسبت رسالت مآب نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے ہی وابستہ ہے۔

سوال 4: اسلامی تہذیب میں انسانی اخوت اور کشادہ دلی کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: **انسانی اخوت اور کشادہ دلی**

اسلامی تہذیب کی ایک اہم خصوصیت مخالف نکتہ ہائے نظر کو برداشت کرنا ہے۔ اسلامی ریاست میں ہر شخص کو اپنے عقیدے پر قائم رہنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے۔ اسلام نے انسانیت کی منتشر صفوں میں اتحاد و الفت اور اخوت کی روح پیدا کی۔ عداوت، حسد، کینہ اور بغض کا خاتمہ کر دیا اور ایک دوسرے کے جانی دشمنوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔

سوال 5: اسلامی تہذیب میں علم کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: **علم کی اہمیت**

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی، اس کا آغاز لفظ اقراء سے ہوا تھا جس کا معنی ہے پڑھ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ

ترجمہ: آپ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔

(سورۃ العلق: 1)

تعلیم کا یہ حکم اسلامی تہذیب کالازمی حصہ ہے۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد تعلیم و تعلم کے فروغ پر رکھی گئی تھی اور یہ احسن اقدام جہالت کے شکار معاشرے میں اٹھایا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تہذیب نے جس خطے میں اپنے اثرات مرتب کیے ہیں وہاں علم و دانش کی شمعیں بھی روشن کی ہیں۔

سوال6: اسلامی تہذیب میں توحید کا کیا مقام ہے؟

جواب: **توحید کا مقام**

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر کامل یقین اسلامی تہذیب کی اساس ہے۔ توحید پر ایمان اسلامی تہذیب کا وہ عنصر ہے جس کے بغیر یہ تہذیب نہ تو وجود میں آسکتی ہے اور نہ الگ سے اپنا کوئی تشخص قائم رکھ سکتی ہے۔

سوال7: اسلامی تہذیب میں آخرت میں جواب دہی کے تصور کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: **آخرت میں جواب دہی کا تصور**

اسلامی تہذیب کی اہم خصوصیت آخرت پر کامل یقین اور جواب دہی کا عقیدہ رکھنا ہے۔ اسلامی تہذیب کے پیروکار اس احساس کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں کہ قیامت کے دن انھیں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے ہر ایک عمل کے بارے میں جواب دہ ہونا ہے۔ اس سے زندگی میں اعتدال و توازن پیدا ہوتا ہے۔

سوال8: اسلامی تہذیب میں اعلیٰ اخلاقی اقدار کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: **اعلیٰ اخلاقی اقدار**

اسلامی تہذیب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اپنے تمام ضابطہ حیات اور زندگی کی سرگرمیوں میں اعلیٰ اخلاقی قدروں کو اولیت کا مقام عطا کیا۔ لہٰذا علم و حکمت، اسلامی قوانین، جنگ مصالحت، اقتصادیات، خاندانی نظام، اور دیگر اخلاقی و معاشرتی اقدار میں اسلامی تہذیب کا پلڑا تمام قدیم و جدید تہذیبوں پر بھاری نظر آتا ہے۔

سوال9: امن و سلامتی سے کیا مراد ہے؟

جواب: **امن و سلامتی**

حضور نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پیغمبر امن بن کر مبعوث ہوئے۔ عہد رسالت مآب خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا کسی بھی حوالے سے جائزہ لیا جائے، تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ حضور نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی انقلابی جدوجہد کے بعد جزیرہ نمائے عرب ہی میں امن قائم نہیں ہوا بلکہ پوری نسل انسانی کو سکون اور اطمینان کی دولت حاصل ہوئی۔

سوال10: انسانی مساوات سے کیا مراد ہے؟

جواب: **انسانی مساوات**

انسانی مساوات کا مطلب ہے تمام انسانوں کو برابری کا درجہ دینا بغیر کسی تفریق چاہے وہ رنگ، نسل، مذہب، جنس، زبان یا کسی اور بنیاد پر ہو اس میں ہر شخص کو برابر کے حقوق، عزت اور مواقع فراہم کرنا شامل ہے تاکہ معاشرے میں انصاف اور ہم آہنگی شامل رہے۔

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ **کسی قوم کے نظریات، رہن سہن، طرز عمل اور عمومی رویہ کو کہا جاتا ہے:**

(A) شہریت (B) تہذیب (C) جغرافیہ (D) خانہ داری

2۔ **اسلامی تہذیب سے روشنی حاصل کی:**

(A) صرف اہل عرب نے (B) صرف مسلمانوں نے (C) صرف اہل مغرب نے (D) تمام قوموں نے

3۔ **اللہ تعالیٰ کی توحید پر کامل یقین رکھنے پر بنیاد تعمیر کی گئی ہے:**

(A) فارسی تہذیب کی (B) ہندوستانی تہذیب کی (C) آریائی تہذیب کی (D) اسلامی تہذیب کی

4۔ **قرآن مجید نے تمام عالم کے انسانوں کو حق، بھلائی اور خلقی شرافت و کرامت کی بنیاد پر قرار دیا:**

(A) ایک کنبہ (B) ایک قبیلہ (C) ایک لشکر (D) ایک گروہ

5۔ **پہلی وحی میں حکم دیا گیا:**

(A) نماز کا (B) توحید کا (C) پڑھنے کا (D) پاک صاف رہنے کا

6۔ تہذیب کا لفظی معنی ہے:
(A) آراستگی اور صفائی (B) زیب و آرائش (C) جاہ و جلال (D) رہن سہن

7۔ تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ ہر شخص کو کہا جاتا ہے:
(A) صاف ستھرا (B) مہذب (C) پڑھا لکھا (D) سلجھا ہوا

8۔ اسلامی تہذیب سے مراد اسلام کا سکھایا ہوا:
(A) رسم و رواج (B) دینِ اسلام (C) طریقہ حیات (D) سیاست کا نظام

9۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد ہے:
(A) علم (B) عقل (C) غیبی مدد (D) قرآن و سنت

10۔ اسلامی تہذیب میں مرکز و محور کی حیثیت حاصل ہے:
(A) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى الِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو (B) علم کو
(C) سیاست کو (D) رسم و رواج کو

11۔ آخرت میں جواب دہ ہونے سے زندگی میں پیدا ہوتا ہے:
(A) توازن (B) انصاف (C) سکون (D) امن

12۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى الِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اس کا آغاز تھا:
(A) الحمد اللہ (B) الم (C) اقرا (D) یٰسین

13۔ اقرا کا معنی ہے:
(A) لکھنا (B) پڑھ (C) سن (D) بول

﴿کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات﴾

13	12	11	10	9	8	7	6	5	4	3	2	1
B	C	A	A	D	C	B	A	C	A	D	D	B

مشقی سوالات

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) کسی قوم کے نظریات، رہن سہن، طرزِ عمل اور عمومی رویہ کو کہا جاتا ہے:
(A) شہریت (B) تہذیب (C) جغرافیہ (D) خانہ داری

(ii) اسلامی تہذیب سے روشنی حاصل کی:
(A) صرف اہلِ عرب نے (B) صرف مسلمانوں نے (C) صرف اہلِ مغرب نے (D) تمام قوموں نے

(iii) اللہ تعالیٰ کی توحید پر کامل یقین رکھنے پر بنیاد تعمیر کی گئی ہے:
(A) فارسی تہذیب کی (B) ہندوستانی تہذیب کی (C) آریائی تہذیب کی (D) اسلامی تہذیب کی

(iv) قرآن مجید نے تمام عالم کے انسانوں کو حق، بھلائی اور خلقی شرافت و کرامت کی بنیاد پر قرار دیا:
(A) ایک کنبہ (B) ایک قبیلہ (C) ایک لشکر (D) ایک گروہ

(v) پہلی وحی میں حکم دیا گیا:
(A) نماز کا (B) توحید کا (C) پڑھنے کا (D) پاک صاف رہنے کا

﴿مشقی کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات﴾

5	4	3	2	1
C	A	D	D	B

2۔ مختصر جواب دیں:

سوال1: تہذیب کا معنی و مفہوم تحریر کریں۔

جواب: **معنی و مفہوم**

تہذیب کا لفظی معنی ہے: آراستگی، صفائی اور اصلاح۔ تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ شخص کو تہذیب یافتہ اور مہذب کہا جاتا ہے۔ کسی قوم کی تہذیب سے مراد اس کے نظریات، رہن سہن، طرزِ عمل اور عمومی رویہ ہے۔

سوال2: اسلامی تہذیب سے کیا مراد ہے؟

جواب: **اسلامی تہذیب**

اسلامی تہذیب سے مراد اسلام کا سکھایا ہوا طریقہ حیات ہے۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد قرآن مجید اور سنت نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان معاشرہ اپنی ایک خاص پہچان اور اپنا خاص تشخص رکھتا ہے۔ مسلمانوں کو زندگی کے معاملات میں غیروں کی نقالی کرنے اور ان کی مشابہت اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ مسلمانوں کو جو طرزِ حیات عطا کیا گیا ہے وہ ہر اعتبار سے مکمل ہے۔

سوال3: اسلامی تہذیب میں احترامِ رسالت مآب خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا کیا مقام ہے؟

جواب: **اسلامی تہذیب میں حضور خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا مقام**

اسلامی تہذیب کا نمایاں ترین وصف یہ ہے کہ اس میں حضور نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو مرکز و محور کی حیثیت حاصل ہے۔ امت مسلمہ کی شناخت نسبت رسالت مآب نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے ہی وابستہ ہے۔

سوال4: اسلامی تہذیب میں انسانی اخوت اور کشادہ دلی کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: **انسانی اخوت اور کشادہ دلی**

اسلامی تہذیب کی ایک اہم خصوصیت مخالف نکتہ ہائے نظر کو برداشت کرنا ہے۔ اسلامی ریاست میں ہر شخص کو اپنے عقیدے پر قائم رہنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے۔ اسلام نے انسانیت کی منتشر صفوں میں اتحاد و الفت اور اخوت کی روح پیدا کی۔ عداوت، حسد، کینہ اور بغض کا خاتمہ کر دیا اور ایک دوسرے کے جانی دشمنوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔

سوال5: اسلامی تہذیب میں علم کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: **علم کی اہمیت**

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی، اس کا آغاز لفظ اقرا سے ہوا تھا جس کا معنی ہے پڑھ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ

ترجمہ: آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔

(سورۃ العلق: 1)

تعلیم کا یہ حکم اسلامی تہذیب کا لازمی حصہ ہے۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد تعلیم و تعلم کے فروغ پر رکھی گئی تھی اور یہ احسن اقدام جہالت کے شکار معاشرے میں اٹھایا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تہذیب نے جس خطے میں اپنے اثرات مرتب کیے ہیں وہاں علم و دانش کی شمعیں بھی روشن کی ہیں۔

سرگرمیاں:

- اپنا جائزہ لیجیے کہ آپ اسلامی تہذیب و ثقافت سے کس حد تک وابستہ ہیں۔
- طلبہ کے دل میں اسلامی تہذیب کی محبت پیدا کیجیے۔ انہیں جدید طرزِ زندگی کی روشنی میں اسلامی تہذیب کو اپنانے کے فائدے بتائیے۔